QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

”الفتنہ“ کا فقہی و معنوی اطلاق تفسیر تبیان القرآن کی روشنی میں

The jurisprudential and semantic application of "Al-Futna" in the light of Tafsir Tibyan-ul-Quran

Khadijah Ali
Lecturer, SMS Communications Pvt Ltd
khadijahali380@gmail.com
Saiqa Mushtaq
MPhil Scholar, Minhaj University Lahore
saiqamushtaq25@gmail.com
Menahil Abid
MPhil Scholar, Minhaj University Lahore
menahilabid44@gmail.com

Abstract

This research article provides a comprehensive analysis of the term Al-Fitna, focusing on its dual nature as a linguistic concept and a legal construct within the framework of Tafsir Tibyan-ul-Quran. The study investigates the semantic evolution of the word—from its root meaning of "refining gold by fire" to its broader Quranic applications involving trials of faith and civil strife. Furthermore, it delves into the juristic implications (Fiqh) as discussed by Allama Ghulam Rasool Saeedi, highlighting the distinction between individual trials and collective social disruptions. By synthesizing these perspectives, the article concludes that Tibyan-ul-Quran offers a balanced hermeneutical approach that reconciles the historical context of the revelations with contemporary socio-legal challenges, providing a clearer roadmap for understanding the boundaries of "Fitna" in modern Islamic jurisprudence.

***Keywords**: Al-Fitna, Tibyan-ul-Quran, Islamic Jurisprudence (Fiqh), Semantics, Quranic Exegesis, Allama Ghulam Rasool Saeedi.*

اسلامی فکر اور قرآنی اصطلاحات میں لفظ ”فتنہ“ ایک وسیع اور کثیر الجہت مفہوم کا حامل ہے۔ یہ لفظ محض آزمائش یا فساد تک محدود نہیں، بلکہ اس کے لسانی، معنوی اور فقہی اطلاقات انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی گوشوں پر محیط ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ میں علامہ غلام رسول سعیدی کے مایہ ناز علمی شاہکار ”تفسیر تبیان القرآن“ کی روشنی میں لفظِ فتنہ کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ قرآنِ کریم نے اس اصطلاح کو کن مختلف معانی میں استعمال کیا ہے اور اس کے شرعی و فقہی احکامات معاشرتی نظم و ضبط پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ تبیان القرآن کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ یہ قدیم و جدید مباحث کو اسلوبِ استدلال کے ساتھ یکجا کرتی ہے، جس سے "فتنہ" کے فقہی اطلاق کو سمجھنے میں نئی راہیں میسر آتی ہیں۔

الفتنہ کا تفسیرِ تبیان القرآن میں اطلاق

یوں تو لغوی اعتبار سے فتنہ کے بہت سے معنی ہم نے بیان کر دیئے۔ ابتدائی طور پر تفاسیر کے اندر اس کے سیاق و سباق کے اعتبار سے فتنہ کے مختلف معنی کا استعمال کیا ہے تفسیر "تبیان القرآن" میں آیت " وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولاَ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُرْ کے اندر جو فتنہ کا لفظ استعمال ہوا ہے اس میں مفسر نے ترجمہ کرنے کے بعد اس کی تفسیر کرتے ہوئے فتنہ کا معنی "آزمائش" مراد لیا ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

جیسے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولاَ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُرْ﴾ (1)

”وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے تھے یہاں تک کہ کہہ دیتے کہ ہم تو محض آزمائش (کے لئے) ہیں سو تم (اس پر اعتقاد رکھ کر) کافر نہ بنو۔“

مفسر نے تفسیر تبیان القرآن میں اس آیت کی تفسیر یوں بیان کی ہے:

”اللہ تعالی نے انسان کی آزمائش کے لیے سحر کو نازل کیا، جس نے سحر سیکھ کر اس پر عمل کیا وہ کافر ہو گیا اور جس نے سحر کو نہیں سیکھا یا جادو کے ضرر سے بچنے کے لیے اور جادو کی حقیقت جاننے کے لیے اس کو سیکھا اور اس پر عمل نہیں کیا وہ اپنے ایمان پر سلامت رہا۔ اللہ تعالی نے ابتلاء اور آزمائش کے لیے فرشتوں کو جادو کی تعلیم دینے کے لیے بھیجا تا کہ ظاہر ہو جائے کہ کون جادو پر عمل کرنے سے باز رہتا ہے اور کون جادو سیکھ کر اس پر عمل کرتا ہے۔“(2)

ہم نے فتنہ کا لغوی اعتبار سے امتحان، آزمائش، کفر، عذاب، رسوائی، مصیبت، تکلیف، رنج، معنی مراد لیا تھا، مفسر نے اس آیت مبارکہ میں فتنہ سے "ابتلاء، آزمائش" معنی مراد لیا ہے۔ لہذا فتنہ کا یہ معنی عین سیاق وسباق کے اعتبار سے "آزمائش وابتلاء" مراد لیا جائے گا۔

”الفتنۃ“ بمعنی ”جنگ“:

انسان کو قتل کرنا بالاتفاق بہت بڑا گناہ ہے لیکن اس سے بھی بڑا گناہ یہ ہے کہ لوگ دوسروں کی آزادی گویا حق زندگی چھیننے کی کوشش کریں۔ ان کے حقوق کو پامال کرے ایک قوم کو صرف اس لیے کہ وہ توحید کی قائل اور شرک سے بیزار ہے مٹانا چاہیں توحید کی جگہ کفر و شرک پھیلانا چاہیں اتنا اور شرارت کو دور نہ کیا جائے اس قدر عام ہو جائے گا کہ کوئی قوم زندہ نہ رہ سکے گی بلکہ سبھی جنگ وجدال اور کی لپیٹ میں آجائیں گے۔ اگر فتنہ کو دبانے کے لئے کچھ لوگ قتل کرنے پڑے تو کوئی حرج نہیں۔

سورہ بقرہ کی آیت

﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلاَ تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ﴾(3)

”اور فتنہ انگیزی تو قتل سے بھی زیادہ سخت (جرم) ہے اور ان سے مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) کے پاس جنگ نہ کرو جب تک وہ خود تم سے وہاں جنگ نہ کریں، پھر اگر وہ تم سے قتال کریں تو انہیں قتل کر ڈالو، (ایسے) کافروں کی یہی سزا ہے۔“

---

(1)البقرہ، ۲۔۱۰۲۔

(2)سعیدی، غلام رسول، (۱۴۲۰ھ) تبیان القرآن، لاہور، ناشر: فرید بک سٹال، ج:۱، ص:۲۶۸۔

(3)البقرہ، ۲۔۱۹۱۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

مفسر تبیان القرآن نے ترجمہ کرنے کے بعد اس کی تفسیر کرتے ہوئے فتنہ سے "جنگ" کا معنی مراد لیا ہے۔ جیسا کہ آیت کی تفسیر یوں بیان کی:

"یہ آیت محکم ہے اور مکہ مکرمہ میں ابتداً کسی سے جنگ کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر کافر اور مشرک مسلمانوں پر حملہ کریں تو ان کے خلاف مدافعانہ جنگ کرنا جائز ہے۔"(4)

آیت کے سیاق وسباق سے واضح ہوتا ہے کہ اس آیت میں فتنہ سے مراد "جنگ" لیا جائے گا۔

اسلامی نفاذ میں روکاوٹ:

جہاد کا مقصد کافر کا خاتمہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دنیا پر اللہ کی حاکمیت کا ہونا، اللہ کے دین کا غالب ہونا ہے۔ کافر بیشک آکر ہیں مگر وہ ڈٹ کر نہ رہ سکے بلکہ ذلیل ہو کر اور دب کر محتاج ہو کر رہیں۔ اسلام کا منشا یہ ہے کہ بے شک کفار اور کفر رہ لیکن اللہ کی زمین پر حاکمیت اللہ کی ہو سب کی حاکمیت ختم ہو جائے صرف اللہ کی رہے۔ قرآن میں ارشاد باری ہے۔

﴿وَقَٰتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ لِلَّهِ﴾(5)

"اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین (یعنی زندگی اور بندگی کا نظام عملًا) اللہ ہی کے تابع ہو جائے۔"

اس آیت کی تفسیر مفسر تبیان القرآن ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"اس آیت کا منشا یہ ہے کہ ہر اس مشرک اور کافر کے خلاف جہاد کیا جائے جو دعوت اسلام کو مسترد کر دے اور اسلامی نظام کو برپا کرنے کی مہم میں مزاحم ہو، اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے، حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

"مجھے اس وقت تک لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ یہ شہادت نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں زکوۃ ادا کریں جب وہ ایسا کریں گے تو حق ماسوا وہ اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کرلیں گے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔"(6)

آیت ہذا میں جو لفظ فتنہ استعمال ہوا ہے، غلام رسول سعیدی نے اس سے مراد "اسلامی نفاذ میں رکاوٹ" کا معنی لیا ہے، لہذا فتنہ کا یہ معنی لغوی اعتبار سے سیاق وسباق کے عین مطابق ہے۔

فساد اور کفر کا معنی:

انسان کو ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے لیکن اس سے بھی برا اور بڑا گناہ فتنہ وشر کاء پھیلانا ہے۔ فتنہ دینی کاموں میں بھی ہوتا ہے اور دنیا کے کاموں میں بھی۔ دینی فتنوں کے قسمیں ہیں کہ ایک شخص لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور انہیں حق قبول کرنے نہیں دیتا۔

(4)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۱، ص:۷۲۰۔

(5)البقرہ،۲۔۱۹۳۔

(6)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۱، ص:۷۲۱۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

راستے میں اپنی زبان اور قلم سے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان لوگوں کو ایذا پہنچا کر اور تنگ کر کے جنہوں نے دین قبول کر لیا ہے دوسروں کو دین قبول کرنے سے روکتا ہے۔ ذیل کی آیت میں اسی طرف اشارہ ملتا ہے۔

تفسیر تبیان القرآن میں ہی آیت:

﴿وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ﴾(7)

"اور یہ فتنہ انگیزی قتل وخون سے بھی بڑھ کر ہے۔"

آیت ہذا کی تفسیر کرتے ہوئے غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ یہ لوگ آپ سے ماہِ حرام کے متعلق پوچھتے ہیں، آپ کہیے کہ اس ماہ میں قتال کرنا بڑا گناہ ہے، لیکن لوگوں کو اسلام کے قبول کرنے سے منع کرنا اور اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور لوگوں کو مسجد حرام میں جانے سے اور ساکنین حرام کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے، تو جو لوگ ان بڑے گناہوں میں ملوث ہیں وہ کس منہ سے ماہِ حرام میں قتال کے متعلق سوال کرتے ہیں۔"(8)

اس آیت مبارکہ میں جو لفظ الفتنہ کا اطلاق ہوا ہے سعیدی صاحب اس سے "فساد اور کفر" کا معنی مراد لیتے ہیں، اگر آیت کے پس منظر اور شانِ نزول کو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ آیت منافق اور مشرکین کے لیے نازل ہوئی جو مسلمانوں کو راہِ حق سے ہٹا کر کفر کی طرف لوٹانا چاہتے تھے اور ان کا مقصد صرف فساد برپا کرنا تھا، سعیدی صاحب نے اس آیت میں فتنہ کا جو معنیٰ بیان کیا ہے وہ بلکل آیت کے سیاق و سباق کے مطابق ہے۔

الفتنہ "فساد" کے معنی میں:

آغاز اسلام میں کے ساتھ مکے کے مشرکوں کا طرز عمل بہت برا رہا۔ اسلام قبول کرنے والوں پر تشدد کیا اور مسلمانوں کو دین حق سے ہٹانے کے لیے اپنی زبان اور قلم سے اس میں شکوک شبہات پیدا کیے ارشاد باری تعالی ہے:

سورہ العمران کی آیت:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ﴾(9)

"سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے اس میں سے صرف متشابہات کی پیروی کرتے ہیں (فقط) فتنہ پروری کی خواہش کے زیرِ اثر اور اصل مراد کی بجائے من پسند معنی مراد لینے کی غرض سے۔"

میں لفظ الفتنہ کا اطلاق "فساد" کے معنی میں ہوا ہے علامہ غلام رسول سعیدی آیت کے سیاق وسباق کے اعتبار سے آیت کی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں:

---

(7) البقرہ، ۲۔۲۱۷۔

(8) سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۱، ص:۷۶۴۔

(9) العمران، ۳۔۷۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

”ابنِ عباس نے فرمایا اس سے مراد یہودی عالم حی بن اخطب اور اس کے اصحاب کے سامنے رسول اللہ نے مختلف سورتوں کے اوائل سے حروفِ مقطعات پڑھے تو وہ ابجد کے حساب سے ان کے عدد نکال کر اس دین کی مدت کا حساب کرنے لگے اور جب آپ نے کئی حروف پڑھے تو وہ کہنے لگے ہم پر حساب مشتبہ ہو گیا کہ ہم قلیل عدد کا اعتبار کریں یا کثیر کا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اس کتاب میں آیات محکمات بھی ہیں اور متشابہات بھی ہیں۔“(10)

علامہ سعیدی صاحب نے آیت کی تفسیر میں ابنِ عباس کا یہ قول نقل کیا ہے جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ آیت منافقین اور دشمنِ اسلام کے متعلق نازل ہوئی جو ہر وقت دینِ اسلام کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں حروفِ مقطعات کے بارے ان کے شبہات ظاہر کرنے کا مقصد فساد کرنا ہے۔

لہٰذا اس آیت میں الفتنہ سے "فساد" کا معنی مراد لیا جائے گا۔

"شرک" کے معنی میں اطلاق:

منافقین کی یہ علامت ہے کہ وہ اپنے ذاتی مفاد کے لئے مسلمانوں کے سامنے اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں لیکن جیسے ہی کوئی آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو فوراً پلٹ جاتے ہیں اور اپنے کفر کو ظاہر کر دیتے ہیں منافقین کی اسی حالت کو قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے۔

﴿كُلَّ مَا رُدُّوٓاْ إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُواْ فِيهَا﴾ (11)

”(مگر ان کی حالت یہ ہے کہ) جب بھی (مسلمانوں کے خلاف) فتنہ انگیزی کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔“

تفسیر تبیان القرآن میں آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”اس آیت میں منافقین کی ایک اور قسم بیان کی گئی ہے جو رسولؐ اور آپ کے اصحاب کے سامنے اسلام کو ظاہر کرتے تھے تاکہ وہ قتل کیے جانے، گرفتار ہونے اور اموال کے چھن جانے سے محفوظ رہیں اور درحقیقت وہ کافر تھے اور کافروں کے ساتھ تھے اور جب بھی کفار ان کو شرک اور بت پرستی کی طرف بلاتے تو یہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ان کے مصداق میں اختلاف ہے،

ایک قول یہ ہے کہ وہ مکہ میں رہتے تھے بہ طور تقیہ اسلام لے آئے تھے، تاکہ اپنے آپ کو اور رشتہ داروں کو قتل کیے جانے سے محفوظ رکھیں اور جب کفار ان کو بت پرستی کی طرف بلاتے تو وہ چلے جاتے تھے۔ اس تقدیر پر فتنہ سے مراد شرک اور بت پرستی ہے۔“(12)

---

(10)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۲، ص:۶۳۔

(11)النساء،۴۔۹۱۔

(12)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۲، ص:۷۵۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

آیت ہذا میں لفظ فتنہ کا جو استعمال ہوا ہے غلام رسول سعیدی نے اپنی تفسیر میں اس سے مراد "شرک" کا معنی لیا ہے اس آیت میں فتنہ کا یہ معنی آیت کے واقعات و قرائن کے عین مطابق ہے۔

"سزا اور عذاب" کے معنی میں:

اللہ تعالی نے اپنے کلام میں فتنہ کو عذاب معنی میں بھی استعمال کیا ہے اللہ تعالی امت محمدیہ پر عذاب انہیں ہلاک کرنے کے لئے نہیں بھیجتا بلکہ ان کے ذریعے انسانوں کو تنبیہ کرتا ہے۔ اگر تو انسان اس تنبیہ کے ذریعے اپنی اصلاح کر لے تو اللہ نے ایسے بندے کے لئے بہت بڑا اجر رکھا ہے اور اگر ہدایت کی وجہ سے وہ گمراہی اور سرکشی میں اور بڑھ جائے تو اس کے لئے دردناک عذاب کی وعید ہے۔

﴿وَحَسِبُواْ أَلاَّ تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُواْ وَصَمُّواْ ثُمَّ تَابَ اللهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُواْ وَصَمُّواْ كَثِيرٌ مِّنْهُمْ وَاللهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ﴾ (13)

"اور وہ (ساتھ) یہ خیال کرتے رہے کہ (انبیاء کے قتل و تکذیب سے) کوئی عذاب نہیں آئے گا، سو وہ اندھے اور بہرے ہوگئے تھے۔ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی، پھر ان میں سے اکثر لوگ (دوبارہ) اندھے اور بہرے (یعنی حق دیکھنے اور سننے سے قاصر) ہوگئے، اور اللہ ان کاموں کو خوب دیکھ رہا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔"

سابقہ آیت کی طرح آیت ہذا کا ترجمہ کرنے کے بعد غلام رسول سعیدی نے اس آیت کی تفسیر آیت کے شانِ نزول اور سیاق و سباق کے عین مطابق کرتے ہوئے آیت میں موجود لفظ الفتنة کا معنی "سزا اور عذاب" مراد لیا ہے جیسا کہ آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے:

"فتنہ کے کئی معنی ہیں۔ نقصانات اور مصائب کو بھی فتنی کہتے ہیں اور اللہ تعالی بداعمالیوں کی جو سزا دیتا ہے اس کو بھی فتنہ کہتے ہیں اور اس آیت میں یہی معنی مراد ہے۔ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ بنو اسرائیل کا گمان یہ تھا کہ انہوں نے انبیاءؑ کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا ہے، اس کی دنیا میں ان کو کوئی سزا نہیں ملے گی اور اس وجہ سے ان پر مصائب طاری نہیں ہوں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ آخرت میں بھی ان کو عذاب سے نجات ہو جائے گی۔"(14)

ہم نے ابتدا میں فتنہ کے معنی امتحان، آزمائش، کفر، عذاب، رسوائی، مصیبت، تکلیف، رنج، بیان کیے ہیں لہذا اس آیت مبارکہ میں الفتنة سے "سزا اور عذاب" کا معنی مراد لیا ہے الفتنة کا یہ معنی سیاق و سباق کے عین مطابق ہے۔

﴿وَاتَّقُواْ فِتْنَةً لاَّ تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُواْ مِنكُمْ خَآصَّةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (15)

"اور اس فتنہ سے ڈرو جو خاص طور پر صرف ان لوگوں ہی کو نہیں پہنچے گا جو تم میں سے ظالم ہیں (بلکہ اس ظلم کا ساتھ دینے والے اور اس پر خاموش رہنے والے بھی انہی میں شریک کر لئے جائیں گے)، اور جان لو کہ اللہ عذاب میں سختی فرمانے والا ہے۔"

(13)المائدہ،۵۔۷۱۔

(14)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۳، ص:۲۵۸۔

(15)الانفال،۸۔۲۵۔

اس آیت کی تفسیر میں غلام رسول سعیدی نے احادیث مبارکہ اور اقوال نقل کیے ہیں جو ذیل میں ہیں:

”امام ابنا، جریر نے اپنی سند کے ساتھ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابنِ عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے درمیان بدکاروں کو نہ رہنے دیں ورنہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب نازل فرمائے گا "حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں گناہوں کے کام کیے جارہے ہوں اور وہ ان گناہوں کو مٹانے کی قدرت رکھتے ہوں اور پھر نہ مٹائیں تو اللہ ان کو مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا کر دے گا۔“(16)

سابقہ آیت کی طرح اس آیت مبارکہ میں بھی لفظ الفتنہ کا معنی علامہ صاحب نے "عذاب" کا معنی مراد لیا ہے۔ آیت کے قرائن کو دیکھیں تو یہاں الفتنہ سے "عذاب کا معنی ہی مراد لیا جائے گا، اور لغات میں بھی فتنہ کا لغوی معنی " عذاب " لیا گیا ہے جو ابتداء میں بیان کیے گے ہیں۔

"امتحان اور آزمائش" کے معنی میں:

الفتنہ کے لغوی معنی میں "امتحان اور آزمائش "کا معنی بھی استعمال ہوا ہے۔لفظ الفتنہ امتحان اور آزمائش کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ یہ امتحان اور آزمائش ہمیشہ سخت مشکلات کے ذریعے ہی نہیں ہوتے بلکہ کبھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان نعمتوں کی فراوانی اور کامیابی سے بھی لیتا ہے۔ اولاد اور مال کی فراوانی انسان کے لئے بہت بڑی آزمائش ہے جس سے امتحان لیا جاتا ہے کے اولاد اور مال کی بہتات میں بندہ شکر ادا کرتا ہے یا کفران نعمت کرتا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

ذیل کی آیت

﴿وَاعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَا أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾(17)

” اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تو بس فتنہ ہی ہیں اور یہ کہ اللہ ہی کے پاس اجرِ عظیم ہے۔“

کی تفسیر میں علامہ صاحب نے الفتنہ سے "امتحان اور آزمائش "کا معنی مراد لیا ہے۔ جیسا کہ تفسیر میں بیان ہوا ہے۔

”اس آیت میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ بتلا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال و دول کی جن نعمتوں سے نوازا ہے اور جو اولاد عطا کی ہے وہ تمہارے لیے امتحان اور آزمائش ہیں تاکہ اس آزمائش کے ذریعے اللہ تعالیٰ یہ ظاہر فرمائے کہ تم مال اور اولاد میں اللہ کے حقوق کس طرح ادا کرتے ہو اور مال اور اولاد کی محبت تمہیں اللہ کے احکام پر عمل کرنے سے مانع ہوتی ہے یا نہیں“(18)

آیت ہذا میں لفظ الفتنہ سے مراد " امتحان اور آزمائش " ہے۔ علامہ سعیدی نے بھی یہی معنی مراد لیا ہے اور لغت میں بھی اسی معنی کا اطلاق ہوا ہے لہذا یہاں بھی آیت کے سیاق وسباق کے عین مطابق لفظ الفتنہ سے "امتحان اور آزمائش "کا معنی مراد لیا جائے گا۔

---

(16)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۴، ص:۶۰۷۔

(17)الانفال،۸۔۲۸۔

(18)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۴، ص:۶۱۸۔

سورہ بنی اسرائیل کی آیت:

﴿وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلاَّ فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي القُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلاَّ طُغْيَانًا كَبِيرًا﴾(19)

"اور (یاد کیجئے) جب ہم نے آپ سے فرمایا کہ بیشک آپ کے رب نے (سب) لوگوں کو (اپنے علم و قدرت کے) احاطہ میں لے رکھا ہے، اور ہم نے تو (شبِ معراج کے) اس نظّارہ کو جو ہم نے آپ کو دکھایا لوگوں کے لئے صرف ایک آزمائش بنایا ہے (ایمان والے مان گئے اور ظاہر بین الجھ گئے) اور اس درخت (شجرۃ الزقوم) کو بھی جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے، اور ہم انہیں ڈراتے ہیں مگر یہ (ڈرانا بھی) ان میں کوئی اضافہ نہیں کرتا سوائے اور بڑی سرکشی کے۔"

آیت ہذا کی تفسیر میں علامہ غلام رسول سعیدی نے امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ کا قول نقل کرتے ہیں:

"اس مشاہدہ کے آزمائش ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب نبیؐ نے معراج کا واقعہ لوگوں کے سامنے بیان کیا تو مشرکین نے بڑی شد و مد سے انکار کیا اور جو مسلمان تھے، وہ اپنے ایمان پر قائم رہے بلکہ ایمان اور مضبوط ہو گیا، اگر یہ واقعہ صرف خواب کا ہوتا تو پھر کسی کو اس کے انکار کرنے کی ضرورت کیا تھی اور یہ واقعہ لوگوں کی آزمائش کس طرح ہوتا"(20)

سابقہ آیت کی طرح اس آیت میں لفظ فتنہ کا اطلاق "آزمائش" کے معنیٰ میں ہی آیا ہے۔ فتنہ کا یہ معنیٰ عین سیاق و سباق کے مطابق ہے لہذا آیت میں فتنہ کا معنی "آزمائش" مراد لیا جائے گا۔

اللہ تعالی ظالموں سے ہر گز بے خبر نہیں ہے بلکہ اللہ کا علم ان کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اللہ کی تدبیر ہے کہ وہ فوری عذاب نازل نہیں فرماتا بلکہ مجرموں کو ڈھیل دیتا ہے کہ اگر قابل ہدایت ہیں تو یہ مہلت ان کے لئے رحمت ہے اور اگر قابل ہدایت نہیں تو عذاب میں اضافے کا سبب بنے گی قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ﴾(21)

"اور میں یہ نہیں جانتا شاید یہ (تاخیرِ عذاب اور تمہیں دی گئی ڈھیل) تمہارے حق میں آزمائش ہو اور (تمہیں) ایک مقرر وقت تک فائدہ پہنچانا مقصود ہو۔"

آیت مبارکہ کے ترجمہ میں علامہ صاحب نے فتنہ سے مراد آزمائش لیا ہے آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا بیان کرتے ہیں:

- ایک معین وقت تک فائدہ پہنچانے سے مراد ان سے عذاب کو مؤخر کرنا ہے۔
- ان سے عذاب نازل کرنے کے وقت کو مخفی رکھا اس میں ان کے اعمال کی آزمائش ہے آیا وہ اپنے کفر اور ہٹ دھرمی سے رجوع اور توبہ کرتے ہیں یا نہیں۔

(19) الاسراء، ۱۷۔ ۶۰۔

(20) سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۶، ص:۷۵۰۔

(21) الانبیاء، ۲۱۔ ۱۱۱۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

- ان سے جہاس کو مؤخر کرنے میں ان کی آزمائش ہے تاکہ اس سے پہلے ان کے خلاف جہاد کیا جائے وہ توبہ کریں۔(22)

علامہ سعیدی نے تفسیر میں لفظ فتنہ کا معنی "آزمائش، عذاب" بیان کیا ہے۔

سورہ الفرقان کی آیت:

﴿ وَما أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا﴾(23)

"اور ہم نے آپ سے پہلے رسول نہیں بھیجے مگر (یہ کہ) وہ کھانا (بھی) یقیناً کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی (حسبِ ضرورت) چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تم کو ایک دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے، کیا تم (آزمائش پر) صبر کروگے؟ اور آپ کا رب خوب دیکھنے والا ہے۔"

آیت کی تفسیر کے زمرے میں علامہ غلام رسول سعیدی نے بہت سے قول نقل کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

حسن بصری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: فقیر کہے گا کہ اگر اللہ مجھے فلاں شخص کی مثل غنی بنا دیتا اور بیمار کہے گا کہ اگر اللہ فلاں شخص کی مثل صحت مند بنا دیتا (یہی بعض کی بعض سے آزمائش ہے)

امام محمد بن اسحاق نے اس آیت کی تفسیر میں کہا یعنی اللہ فرماتا ہے:

"میں نے تم سے بعض کو مصائب میں مبتلا کر دیا تاکہ تم دوسروں کی باتیں سن کر صبر کرو، اور ان کی مخالفت کو برداشت کرو، اور تم ہدایت پر عمل کرو بغیر اس کے کہ میں تم کو دنیا عطا کروں اور اگر میں چاہتا تو میں اپنے رسولوں کے ساتھ دنیا رکھ دیتا اور وہ مخالفت نہ کرتے لیکن میں نے یہ ارادہ کیا کہ تمہاری وجہ سے بندوں کو آزمائش میں ڈالوں۔"(24)

بالا اقوال جو آیت کے ضمن میں دیئے گئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں استعمال الفتنہ کا لفظ "آزمائش" کے معنی میں آیا ہے جو آیت کے سیاق وسباق سے مطابقت رکھتا ہے لہذا یہاں فتنہ کا معنٰی "آزمائش" مراد لیا جائے گا۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِن جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ﴾ (25)

"اور لوگوں میں ایسے شخص (بھی) ہوتے ہیں جو (زبان سے) کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، پھر جب انہیں اللہ کی راہ میں (کوئی) تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو وہ لوگوں کی آزمائش کو اللہ کے عذاب کی مانند قرار دیتے ہیں، اور اگر آپ کے رب کی جانب سے کوئی مدد آ پہنچتی ہے تو وہ یقیناً یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہی تھے، کیا اللہ ان (باتوں) کو نہیں جانتا جو جہان والوں کے سینوں میں (پوشیدہ) ہیں۔"

---

(22)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۷، ص:۳۴۰۔

(23)الفرقان، ۲۵۔۲۰۔

(24)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۸، ص ۲۲۹۔

(25)العنکبوت، ۲۹۔۱۰۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ:

"اس آیت کے سبب نزول کے متعلق کافی اختلاف ہے، مجاہد نے کہا یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے تھے جب لوگوں کی طرف سے ان کو کوئی اذیت پہنچتی یا ان پر کوئی مصیبت آتی تو وہ منحرف ہو جاتے۔ عکرمہ نے ابنِ عباس سے نقل کیا ہے کہ " یہ آیت ان لوگوں کے لیے نازل ہوئی جنہوں نے اسلام لانے کے بعد ہجرت نہیں کی۔"(26)

﴿إِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ﴾(27)

"بیشک ہم اُن کی آزمائش کے لئے اونٹنی بھیجنے والے ہیں، پس (اے صالح!) اُن (کے انجام) کا انتظار کریں اور صبر جاری رکھیں۔"

تبیان القرآن میں آیت کی تفسیر کے ضمن میں علامہ صاحب رقمطراز ہیں:

"یہ اللہ کی طرف سے ان کی آزمائش تھی کہ وہ اپنا فرمائشی معجزہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لاتے ہیں یا نہیں؟"(28)

اس آیت میں لفظ فتنہ کا جو استعمال ہوا ہے اس سے علامہ غلام رسول سعیدی "آزمائش" کا معنی مراد لیتے ہیں۔

﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾(29)

"اے ہمارے رب! تو ہمیں کافروں کے لئے سببِ آزمائش نہ بنا (یعنی انہیں ہم پر مسلّط نہ کر) اور ہمیں بخش دے، اے ہمارے پروردگار! بیشک تو ہی غلبہ وعزت والا بڑی حکمت والا ہے۔"

تفسیر میں ہے "ہمارے دشمنوں کو ہم پر مسلط نہ کر کہیں وہ یہ گمان نہ کریں کہ وہ حق پر ہیں یا ان سے مقابلہ میں ہمیں شکست سے دوچار نہ کر، یا ایسا نہ کر کہ ان پر رزق فراخ کر دے اور ہم پر تنگ کر دے سو یہ ہمارے لیے بڑی آزمائش ہو گی"(30)

سابقہ آیات کی طرح علامہ صاحب نے اس آیت میں بھی فتنہ کا معنی "آزمائش" مراد لیا ہے۔ اور یہ معنی سیاق وسباق کے عین مطابق ہے۔

﴿وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ﴾ (31)

(26)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۹، ص:۴۹۔

(27)القمر، ۵۴۔۲۷۔

(28)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۱۱، ص:۵۹۰۔۵۹۱۔

(29)الممتحنہ، ۶۰۔۵۔

(30)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۱۱، ص:۸۴۶۔

(31)المدثر، ۷۴۔۳۱۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

"اور ہم نے دوزخ کے داروغے صرف فرشتے ہی مقرر کئے ہیں اور ہم نے ان کی گنتی کافروں کے لئے محض آزمائش کے طور پر مقرر کی ہے تاکہ اہلِ کتاب یقین کر لیں (کہ قرآن اور نبوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ہے کیونکہ ان کی کتب میں بھی یہی تعداد بیان کی گئی تھی)۔"

تفسیر تبیان القرآن میں ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے کفار کی آزمائش کے لیے دوزخ کے فرشتوں کی تعداد انیس مقرر کر دی، تاکہ کفارِ مکہ انیس کی تعداد پر اعتراض کر کے کافر ہو جائیں یا اپنے کفر میں اور راسخ اور پختہ ہو جائیں۔"(32)

سورۃ المدثر:۳۱ میں لفظ فتنہ کا اطلاق ہوا ہے علامہ غلام رسول سعیدی نے آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لفظ الفتنہ سے "آزمائش" کا معنی مراد لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کی تعداد انیس بتانے سے لوگوں کی آزمائش کرنا مقصود تھا لہذا جو مومن تھے وہ تو اس پر ایمان لے آئے اور جو منافق ومشرک تھے وہ اس پر اعتراض کرنے لگے جس سے ان کا فسق و نفاق واضح ہو گیا۔

آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں لفظ فتنہ کا اطلاق "آزمائش" کے معنی میں ہی ہوا ہے، لہذا یہاں فتنہ سے "آزمائش" معنی مراد لیا جائے گا۔

الفتنہ بمعنی "کفروشرک":

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّهِ فَإِنِ انتَهَوْاْ فَإِنَّ اللّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ (33)

"اور (اے اہلِ حق!) تم ان (کفر و طاغوت کے سرغنوں) کے ساتھ (انقلابی) جنگ کرتے رہو، یہاں تک کہ (دین دشمنی کا) کوئی فتنہ (باقی) نہ رہ جائے اور سب دین (یعنی نظامِ بندگی و زندگی) اللہ ہی کا ہو جائے، پھر اگر وہ باز آجائیں تو بیشک اللہ اس (عمل) کو جو وہ انجام دے رہے ہیں، خوب دیکھ رہا ہے"

غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ

"ہماری رائے میں اس آیت کا صحیح معنی یہ ہے کہ جب تک دنیا میں کفر کا دور اور شرک کا غلبہ ہے کافروں سے جنگ کرتے رہو اور مسلمان اپنے آپ کو ہر وقت حالت جہاد میں سمجھیں اور ایسے اسباب اور وسائل کے حصول میں کوشاں رہیں جس سے وہ پوری دنیا سے شرک کا قلع قمع کر سکیں اور کافروں کے جن جن علاقوں کو فتح کریں وہاں تبلیغ کر کے کافروں کو مسلمان بنائیں تاکہ ان کی عددی قوت میں اضافہ ہو اور ہر دور میں جنگی ہتھیاروں کی جو تازہ ایجادات ہوں ان کو حاصل کریں۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ پوری دنیا سے کفر اور شرک کا غلبہ ختم کیا جائے اور توحید اور اسلام کا پوری دنیا میں غلبہ ہو اور جب مسلمانوں نے اس حکم پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو وہ دنیا میں مغلوب اور محکوم ہو گئے"(34)

(32)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۱۲، ص:۳۷۹۔

(33)الانفال،۸۔۳۹۔

(34)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۴، ص:۶۳۵۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

غلام رسول سعیدی کی اس تفسیر کے مطابق اس آیت میں لفظ الفتنہ سے مراد "کفر و شرک" ہے آیت کی تفسیر کرتے ہوئے انھوں نے اس معنی کی وضاحت مدلل انداز میں بیان کی۔

"فساد اور خرابی" کے معنی میں:

"الفتنہ" خرابی کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ کہتا ہے کہ مومن اور کافر کے نظریات اور صفات آپس میں مکمل اختلاف رکھتے ہیں۔ اور ان کا آپس میں اتحاد ناممکن ہے البتہ ہمدردی، خوش خلقی، نفع انسانی، باہمی لین دین کی حد تک کافروں اور غیر مسلموں سے تعلقات رکھنا جائز ہے دوستی اور محبت و تعلق ایمان والے کے علاوہ کسی سے بھی جائز نہیں۔ ارشاد باری ہے۔

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُواْ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلاَّ تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ﴾ (35)

"اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے مددگار ہیں، (اے مسلمانو!) اگر تم (ایک دوسرے کے ساتھ) ایسا (تعاون اور مدد و نصرت) نہیں کرو گے تو زمین میں (غلبہ کفر و باطل کا) فتنہ اور بڑا فساد بپا ہو جائے گا۔"

کی تفسیر میں علامہ صاحب رقمطراز ہیں:

"حضرت ابو حاتم مزنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب تمہارے پاس ایسے رشتہ کا پیغام آئے جس کے دین اور خلق پر تم راضی ہو تو اس کے ساتھ نکاح کرو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بہت فتنہ اور فساد ہو گا۔"

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

"دو مختلف ملتوں کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔"(36)

علامہ سعیدی نے آیت کے ضمن میں جو احادیث نقل کی ہیں ان میں لفظ الفتنہ سے مراد "فساد اور خرابی" معنی ہے۔ یعنی اگر دو مختلف ملتوں کے رشتہ ازدواجی میں بندھتے ہیں تو اس سے دین اور معاشرے میں خرابی پیدا ہو گی لہذا اس خرابی و فساد سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ دونوں فریقین ایک مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔

لہذا سیاق و سباق کے اعتبار سے اس آیت میں استعمال لفظ الفتنہ سے "فساد اور خرابی" معنی مراد لیا جائے گا۔

"شر" کے معنی میں اطلاق:

انسان کو علم کا ایک قلیل حصہ دے کر دنیا میں بھیجا گیا ہے وہ اپنی بندگی کی غرض و غایت کو بھی نہیں سمجھ سکتا جب تک کہ اللہ تعالی اس کی رہنمائی نہ کرے۔ مومن کا کام یہ ہے کہ کسی حکم کی علت کو سمجھے بغیر اس پر عمل پیرا ہو جائے اگر کسی معاملہ میں ریب و تردد ذہن میں پیدا ہو تو اس کو سمجھنے کے لئے اللہ سے ہی مدد حاصل کرے کہ وہ اس الجھن کو دور کر کے اس کو شرح صدر عطا فرمائے۔

قرآن میں ارشاد باری ہے:

---

(35)الانفال،۸۔۷۳۔

(36)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۴، ص:۱۲۷۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

﴿لَو خَرَجُواْ فِيكُم مَّا زَادُوكُمۡ إِلَّا خَبَالٗا وَلَأَوۡضَعُواْ خِلَٰلَكُمۡ يَبۡغُونَكُمُ ٱلۡفِتۡنَةَ وَفِيكُمۡ سَمَّٰعُونَ لَهُمۡ وَٱللَّهُ عَلِيمُۢ بِٱلظَّٰلِمِينَ﴾ (37)

”اگر وہ تم میں (شامل ہو کر) نکل کھڑے ہوتے تو تمہارے لیے محض شر و فساد ہی بڑھاتے اور تمہارے درمیان (بگاڑ پیدا کرنے کے لیے) دوڑ دھوپ کرتے وہ تمہارے اندر فتنہ بپا کرنا چاہتے ہیں اور تم میں (اب بھی) ان کے (بعض) جاسوس موجود ہیں، اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔“

آیت کی تفسیر یہ ہے۔

”اس آیت میں مومنوں کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر منافقین تمہارے ساتھ جہاد کے لیے نہیں گئے تو یہ بآل کار تمہارے لیے بہتر ہوا، کیونکہ اگر وہ تمہارے ساتھ جاتے تو فساد ڈالتے، چغلیاں کرتے اور تم کو ایک دوسرے سے لڑانے کی کوشش کرتے اور فتنہ ڈالنے کے لیے بہت تیزی سے افواہیں پھیلاتے۔“(38)

علامہ صاحب نے اپنی تفسیر میں بیان کردہ آیت میں موجود لفظ فتنہ کا معنی" شر " مراد لیا ہے اس آیت مبارکہ میں منافقین کے ارادوں کو فاش کیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے فساد پیدا کرتے ہیں تاکہ ان کی ہوا اُکھڑ جائے اور ثابت قدم نہ رہیں۔

یہاں سعیدی صاحب کا فتنہ کے بارے بیان کردہ معنی "شر" آیت کے واقعات و قرائن کے عین مطابق ہے۔

سورہ توبہ کی ہی آیت:

﴿ لَقَدِ ابْتَغَوُاْ الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُواْ لَكَ الأُمُورَ حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ كَارِهُونَ﴾ (39)

”درحقیقت وہ پہلے بھی فتنہ پردازی میں کوشاں رہے ہیں اور آپ کے کام الٹ پلٹ کرنے کی تدبیریں کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق آپہنچا اور اللہ کا حکم غالب ہوا اور وہ (اسے) ناپسند ہی کرتے رہے۔“

مولانا غلام رسول سعیدی آیت ہذا کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:(40)

اس آیت کے پسِ منظر میں واقعہ اُحد میں عبداللہ بن ابی عین معرکہ کے وقت میدان سے فرار ہونے کا واقعہ ہے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تسلیّ دے رہاہے کہ منافقین کا یہی ردّ عمل ہے کہ وہ فساد پھیلانے کے لیے پہلے بھی ایسا کرتے آرہے ہیں۔ یہاں فتنہ سے مراد "فساد" مراد لیا جائے گا۔

(37)التوبہ،۹۔۴۷۔

(38)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۵، ص:۱۵۰۔

(39)التوبہ،۹۔۴۸۔

(40)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۵، ص:۱۵۰۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

"مصائب" کے معنی میں:

منافقوں کی یہ علامت ہے کہ جب مسلمانوں ہاتھ بہتر ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ چلتے ہیں جب کوئی پریشانی آتی ہے تو پیچھے مخلص تو وہ ہے جو تکلیف میں آپ کا ساتھ دے جب اندھیرے چھا جاتے ہیں تو دبک کر پیچھے نہیں پھرتے اور کمزور ایمان والے ہی احکام الٰہی بجالانے میں ہلا تراشی سے کام لیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلاَ تَفْتِنِّي أَلاَ فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُواْ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ﴾ (41)

"اور ان میں سے وہ شخص (بھی) ہے جو کہتا ہے کہ آپ مجھے اجازت دے دیجئے (کہ میں جہاد پر جانے کی بجائے گھر ٹھہرا رہوں) اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالئے، سن لو! کہ وہ فتنہ میں (تو خود ہی) گر پڑے ہیں، اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔"

امام ابنِ جریر طبری اپنی سند کے ساتھ عاصم بن قتادہ سے روایت کرتے ہیں:

"جب نبی ﷺ غزوہ تبوک کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تو آپ نے جد بن قیس سے فرمایا اے قیس بنو الاصفر سے جہاد کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس عورتیں ہیں، اور جب میں بنو الاصفر کی عورتیں دیکھوں گا تو فتنہ میں پڑ جاؤں گا تو آپ مجھے یہاں بیٹھنے کی اجازت دیں اور فتنہ میں نہ ڈالیں، تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض کیا فرمایا: میں نے تم کو اجازت دی، تو یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ کہتا ہے مجھے فتنہ میں نہ ڈالیے، سنو یہ فتنے میں گر چکے ہیں، یعنی اگر واقعی وہ بنو الاصفر کی عورتوں سے ڈرتا تھا تو یہ فتنہ تو اس کو لاحق نہیں ہوا لیکن وہ اس سے بڑے فتنہ میں پڑ گیا کہ وہ رسول اللہؐ کے ساتھ جہاد میں شامل نہیں ہوا اور اس نے حضور کے مقابلہ میں اپنی رائے کو ترجیح دی اور یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔"(42)

لفظ الفتنہ اپنے اندر بہت سے معنی رکھتا ہے۔ معنی میں وسعت کی بنا پر الفتنہ کے معنی کی پہچان بھی بہت بڑا امتحان ہے۔ درج بالا آیت میں استعمال لفظ الفتنہ سے "مصیبت" کا معنی مراد لیا گیا ہے۔ الفتنہ کا یہ معنی آیت کے سیاق وسباق کے عین مطابق ہے۔

"تختۂ مشق" کے معنی میں:

﴿فَقَالُواْ عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لاَ تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (43)

"تو انہوں نے عرض کیا: ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا ہے، اے ہمارے رب! تو ہمیں ظالم لوگوں کے لئے نشانۂ ستم نہ بنا۔"

---

(41)التوبہ،۹۔۴۹۔

(42)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۵، ص:۱۵۰۔

(43)یونس،۱۰۔۸۵۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ:

”حضرت موسیٰ علیہ الاسلام پر ایمان لانے والوں نے دعا کی تھی: اے ہمارے رب ہم کو ظالم لوگوں کے لیے آزمائش نہ بنا، اس کے دو محمل ہیں: ایک یہ کہ قوم فرعون کو ہمارے ذریعہ آزمائش میں مبتلا نہ کر کیونکہ اگر تو نے قوم فرعون کو ہم پر مسلط کر دیا تو ان کے دلوں میں یہ بات بیٹھ جائے گی کہ اگر ہم حق پر ہوتے تو وہ ہم پر مسلط نہ ہوتے اور یہ ان کے کفر پر اصرار کرنے کا قوی شبہ ہو جائے گا اور اس طرح ان پر ان کا تسلط ان کے لیے آزمائش بن جائے گا یا اگر تو نے ان کو ہم پر مسلط کر دیا تو وہ آخرت میں عذاب شدید کے مستحق ہوں گے اور یہ ان کے لیے آزمائش ہے اور اس کا دوسرا محمل یہ ہے کہ ان ظالموں کے ذریعہ ہم کو آزمائش میں مبتلا نہ کر یعنی ان کو ہم پر قدرت نہ دے تاکہ وہ ہم پر ظلم اور قہر کریں اور خطرہ ہو کہ ہم اس دین سے پھر جائیں جس کو ہم نے قبول کیا۔“(44)

علامہ سعیدی نے بیان کردہ آیات میں موجود لفظ الفتنہ کا معنی " آزمائش " مراد لیا ہے۔

الفتنہ بمعنی "برائی اور بھلائی:

اللہ نے انسان کو خیر اور شر کے درمیان رکھا ہے۔ اور یہ خیر اور شاعر ہیں اس کے لئے آزمائش بھی ہے، یعنی انسان ہر لمحہ آزمائش میں ہے مگر انسان کے پاس پورا اختیار ہے کہ وہ خیر اور شر میں سے کس راستے کا انتخاب کرتا ہے اگر وہ برائی کرتا ہے تو یہ اس کا اپنا فعل ہے اور اپنی مرضی ہے اس کی اسے سزا دی جائے گی۔ اگر نیکی کرے گا تو جزا پائے گا۔ خیر اور شر کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴾ (45)

”ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی میں آزمائش کے لئے مبتلا کرتے ہیں، اور تم ہماری ہی طرف پلٹائے جاؤ گے۔“

سعیدی ہذا آیت کا ترجمہ کرنے کے بعد اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں جس میں انھوں نے آیت میں موجود لفظ الفتنہ کا معنیٰ " تکالیف و مصائب" مراد لیا ہے آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”اس آیت میں بری حالت سے مراد دنیا کی وہ تکالیف اور مصائب ہیں جو مسلمانوں پر وارد ہوتی ہیں جیسے فقر تنگدستی، بیماریاں اور ناگہانی افتاد اور اچھی حالت سے مراد خوشحالی اور دیگر دنیاوی نعمتیں ہیں اور آزمائش سے مراد یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ مسلمان خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور تنگ دستی میں صبر کرتے ہیں اور اپنی بیماریوں اور بد حالیوں پر اللہ تعالیٰ سے کوئی شکوہ اور شکایت نہیں کرتے۔“

(46)

(44)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۵، ص:۴۵۸۔۴۵۹۔

(45)الانبیاء، ۲۱۔۳۵۔

(46)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۷، ص:۵۵۸۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ہم نے آغاز میں فتنہ کے جو لغوی معنی بیان کیے ہیں اس آیت میں تکالیف و مصائب "کا یہ معنی بلکل درُست ہے جو آیت کے شانِ نزول، واقعات و قرائن کے عین مطابق ہے۔

"ایذاء"کا معنی:

مصائب اور مشکلات خوش بختیوں کی طرف ایک راہ ہے۔ مصائب و تکالیف کے اندر نیک بختیاں اور کبھی سعادتوں کے اندر بد بختیاں موجود ہوتی ہیں لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے عقائد کو مضبوط رکھے ہر دکھ سکھ میں اللہ کا شکر ادا کرے اور تکالیف پر صبر کرے لیکن کمزور ایمان والے استقلال یف کو اپنے لئے عذاب سمجھ لیتے ہیں اور دین حق سے دور چلے جاتے ہیں اور دوسرے وسیلہ ڈھونڈنے لگتے ہیں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ﴾ (47)

"اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو (بالکل دین کے) کنارے پر (رہ کر) اللہ کی عبادت کرتا ہے، پس اگر اسے کوئی (دنیاوی) بھلائی پہنچتی ہے تو وہ اس (دین) سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اسے کوئی آزمائش پہنچتی ہے تو اپنے منہ کے بل (دین سے) پلٹ جاتا ہے، اس نے دنیا میں (بھی) نقصان اٹھایا اور آخرت میں (بھی)، یہی تو واضح (طور پر) بڑا خسارہ ہے۔"

آیت کی تفسیر میں غلام رسول سعیدی نے احادیث اور اقوال نقل کیے ہیں جیسا کہ:" حضرت ابنِ عباس بیان کرتے ہیں یہ آیت اس وقت نازل ہوئی ایک شخص مدینہ آتا اگر اس کی بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا اور اس کے گھوڑوں کی نسل میں افزائش ہوتی تو وہ کہتا یہ اچھا دین ہے اور اگر اس کی بیوی کے ہاں بچہ پیدا نہ ہوتا اور اس کے گھوڑوں میں افزائش نہ ہوتی تو وہ کہتا یہ برا دین ہے۔

ابنِ زید نے کہا:

"یہ آیت منافق کے متعلق نازل ہوئی اگر اس کی دنیا اچھی رہتی تو وہ عبادت پر قائم رہتا اور اگر اس پر آزمائش آتی اور اس کی عبادت خراب ہو جاتی تو وہ عبادت کو ترک کر دیتا اور کفر کی طرف لوٹ جاتا۔"

(48)

"شک وشبہات"کا معنی:

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ جو اسے راہ ہدایت سے بھٹکاتا ہے انسانوں میں بھی کچھ شیطان ہوتے ہیں جو شر کے کاموں کو ہوا دیتے ہیں وہ نہ تو خود ہدایت حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی دوسرے انسانوں کو ہدایت پر چلنے دیتے ہیں۔ کفار و مشرکین ایسی ہی فطرت کے مالک تھے جن کے دل و دماغ پر غفلت کی پر لگی ہوئی تھی حکم الہی کو شہر کی ہوا دیتے ہیں اور اس میں ایسے رکھنا ڈالتے ہیں کہ مسلمانوں پر احکام الہی میں شبہات کو پیدا کر دیں اور لوگوں کو ہدایت کی راہ سے ہٹا دیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

سورۃ الحج کی آیت

---

(47)الحج، ۲۲۔۱۱۔

(48)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۷، ص:۱۹ا۷۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

﴿ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ﴾ (49)

"(یہ اس لئے ہوتا ہے) تاکہ اللہ ان (باطل خیالات اور فاسد شبہات) کو جو شیطان (لوگوں کے ذہنوں میں) ڈالتا ہے ایسے لوگوں کے لئے آزمائش بنادے جن کے دلوں میں (منافقت کی) بیماری ہے اور جن لوگوں کے دل (کفر و عناد کے باعث) سخت ہیں، اور بیشک ظالم لوگ بڑی شدید مخالفت میں مبتلا ہیں۔"

تفسیر تبیان القرآن میں یوں بیان کی گئی ہے:

"جن کے دلوں میں بیماری ہے، ان سے مراد منافقین ہیں جن کے دلوں میں شکوک اور شبہات کی بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہو چکے ہیں ان سے مراد کفار ہیں۔ شیطان نے یہ شبہات ڈالے تھے کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ دوزخ میں شجرۃ الزقوم ہے تو آگ میں درخت کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اللہ تو سب سے بڑا ہے اس نے مچھر کی مثال کیوں دی ہے اس طرح دوسرے شبات کی بنیاد پر اسلام کے خلاف مہم چلائیں گے اور کفار کو ان شبہات کی وجہ سے اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹے رہنے کا اور موقع ملے گا۔"(50)

مفسر نے آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فتنہ سے مراد "شک و شبہات" کا معنیٰ لیا ہے۔ کیونکہ منافقین " شجرۃ الزقوم" کی وجہ سے فتنہ میں پڑے لہذا یہاں فتنہ سے مراد "شک و شبہات" کا معنیٰ ہی لیا جائے گا۔

"الفتنہ کا استعمال "مصیبت" کے معنی میں:

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾(51)

"(اے مسلمانو!) تم رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی مثل قرار نہ دو (جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلانا تمہارے باہمی بلاوے کی مثل نہیں تو خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی تمہاری مثل کیسے ہو سکتی ہے)، بیشک اللہ ایسے لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ میں (دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) چپکے سے کھسک جاتے ہیں، پس وہ لوگ ڈریں جو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے امر (ادب) کی خلاف ورزی کر رہے ہیں کہ (دنیا میں ہی) انہیں کوئی آفت آپہنچے گی یا (آخرت میں) ان پر دردناک عذاب آن پڑے گا۔"

آیت کی تفسیر میں غلام رسول سعیدی نے امام ابو الحسن بن مسعود الفرا البغوی (دعا الرسول) کی تفسیر سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کرتے ہیں:

---

(49) الحج، ۲۲۔۵۳۔

(50) سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۷، ص:۷۸۵۔

(51) النور، ۲۴۔۶۳۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

”تم اس سے بچو کہ رسولؐ ناراض ہو کر تمہارے خلاف دعا کریں کیونکہ آپ کی ناراضگی کی دعا تمہارے لیے مصائب کے نزول کا مؤجب ہے اور آپ کی دعائے ضرر کسی دوسرے کی بد دعا کی طرح نہیں ہے۔“(52)

اس آیت میں فتنہ سے مراد "مصیبت، ایذاء" ہے جو نبیؐ کی ناراضگی کے سبب ملے گی۔ لہذا اس آیت میں فتنہ کے لفظ کا جو اطلاق ہوا ہے وہ "مصیبت و ایذاء" کے معنی میں ہی ہوا ہے۔

الفتنہ بمعنی "قتال":

منافقین نے ہمیشہ احکام الٰہی کو بجالانے میں حیلہ تراشی سے کام لیا ہے۔ ان کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ وہ کسی طرح احکام الٰہی سے بچ سکے اور مسلمانوں کو اگر کوئی فائدہ پہنچے تو اس میں شریک ہو جائیں۔ جب جہاد کا وقت آتا تو منہ موڑ کر چلے جاتے تھے اور جب کوئی منفعت حاصل ہوتی تو حصہ داری ظاہر کرتے۔ آیت میں اسی طرف اشارہ ملتا ہے۔

الاحزاب میں ہے:

﴿ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ﴾ (53)

”اور اگر ان پر مدینہ کے اَطراف و اَکناف سے فوجیں داخل کر دی جاتیں پھر اِن (نِفاق کا عقیدہ رکھنے والوں) سے فتنہؔ (کفر و شرک) کا سوال کیا جاتا تو وہ اس (مطالبہ) کو بھی پورا کر دیتے، اور تھوڑے سے توقّف کے سوا اس میں تاخیر نہ کرتے۔“

آیت ہذا کی تفسیر میں علامہ صاحب لکھتے ہیں:

”الاحزاب میں لفظ فتنہ ہے، ضحاک نے کہا اس سے مراد قتال ہے، اور حسن، مجاہد اور قتادہ نے کہا اس سے مراد کفر اور شرک ہے۔ ضحاک نے جو تفسیر کی ہے اس کے اعتبار سے معنی یہ ہو گا کہ ان کا یہ کہنا ہے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں محض بہانہ ہے اگر بالفرض مدینہ کی چاروں طرف سے ان پر لشکر حملہ آور ہوتے پھر کسی اور جانب سے کوئی اور ان سے لڑنے کے لیے کہتا تو یہ ذرا دیر نہ کرتے اور فوراً ان سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاتے۔“(54)

سورۃ الاحزاب کی آیت ۱۰ کے ضمن میں سعیدی صاحب نے جو اقوال نقل کیے ہیں ان کے مطابق لفظ الفتنہ سے مراد "قتال، کفر و شرک" کا معنی ہے آیت بالا کے سیاق و سباق کے اعتبار سے یہ معنٰی ہی لیا جائے گا۔

"عذاب" کے معنی میں:

سابقہ آیات کی تفسیر کی طرح سعیدی صاحب سورہ الصفٰت

(52)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۸، ص:۱۹۱۔

(53)الاحزاب، ۳۳۔۱۴۔

(54)سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۹، ص:۳۹۴۔

﴿إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِينَ﴾ (55)

"بیشک ہم نے اس (درخت) کو ظالموں کے لئے عذاب بنایا ہے۔"

غلام رسول سعیدی نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے آیت میں موجود لفظ الفتنہ سے عذاب "کا معنی مراد لیا ہے۔

جیسا کہ تفسیر میں بیان کیا: " الصفٰت: ۶۳ میں فتنہ کا لفظ ہے اور ان پر اس درخت کی وجہ سے شدید عذاب ہونا یہی ان کے لیے فتنہ ہے "(56)

لہذا یہاں فتنہ سے مراد "عذاب" لیا جائے گا۔

"ابتلاء" کے معنی میں:

﴿فَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾

"پھر جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت بخش دیتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ یہ نعمت تو مجھے (میرے) علم و تدبیر (کی بنا) پر ملی ہے، بلکہ یہ آزمائش ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

علامہ غلام رسول سعیدیؒ اس آیت میں موجود لفظ الفتنہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

"اس آیت میں کفار کے برے اعمال میں سے یہ بیان فرمایا ہے کہ جب ان کو تنگ دستی یا بیماری لاحق ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہیں، پھر جب اللہ اپنے فضل سے وہ مصیبت ان سے دور فرما دیتا ہے اور ان کو مال و دولت کی فراوانی یا محبت اور عافیت کی نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ان کو ان کی اپنی ذہانت اور محنت و مشقت کی بنا پر حاصل ہوئی ہے یا ان کو صحیح علاج کی وجہ سے حاصل ہوئی۔"

یہاں علامہ غلام رسول سعیدی نے لفظ فتنہ سے "ابتلاء" کا معنی مراد لیا ہے۔

نتیجہ

اس تحقیقی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ لفظ "فتنہ" قرآنِ مجید میں محض منفی مفہوم کا حامل نہیں بلکہ یہ ایک جامع اصطلاح ہے جو آزمائش، ابتلاء، انفرادی امتحان اور اجتماعی بگاڑ جیسے متنوع معانی پر محیط ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی کی تفسیر *تبیان القرآن* اس قرآنی اصطلاح کی تفہیم میں ایک متوازن اور معتدل منہج پیش کرتی ہے، جہاں لغوی تحقیق کو فقہی تطبیق کے ساتھ ہم آہنگ کیا گیا ہے۔ تبیان القرآن کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ فتنہ کبھی فرد کے ایمان کی آزمائش بن کر ظاہر ہوتا ہے اور کبھی معاشرتی نظم و ضبط کے لیے ایک چیلنج کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ عصرِ حاضر کے سماجی اور فکری انتشار کو دیکھتے ہوئے اس تفسیر کی رہنمائی مسلمانوں کے لیے نہ صرف فکری رہنمائی فراہم کرتی ہے بلکہ عملی سطح پر فتنہ کی پہچان اور اس سے بچاؤ کا واضح معیار بھی مہیا کرتی ہے۔

(55) الصافات، ۳۷: ۶۳۔

(56) سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج:۹، ص:۸۹۱۔